نوحہ

کہا رو کر سکینہؑ نے میں کیسے شام جاؤں گی
پدر کی خوں بھری میت کو کیسے بھول پاؤں گی

بہت جلدی یتیمی قبر تک لے جائے گی مجھ کو
بچھڑ کر تم سے اے بابا بہت دن جی نہ پاؤں گی

پڑا ہے دھوپ میں لاشہ مرے بابا کا جو رن میں
مجھے واپس ملی چادر تو وہ لاشہ چھپاؤں گی

میں جاتی ہوں سوئے زنداں مگر مجھ کو یہ لگتا ہے
وہاں سے لوٹ کر شاید میں واپس آ نہ پاؤں گی

تمہاری یاد میں بابا مرے دن رات گزریں گے
ہے وعدہ شام کا زنداں عزاخانہ بناؤں گی

ردا نیزے سے ظالم چھینتا تھا بنتِ زہراؑ کی
وہ منظر تھا قیامت کا اُسے کیسے بھلاؤں گی

چچا کی لاش پر روکر یہ کہتی رہ گئی بچی
میں مشکل میں گھروں گی تو بھلا کس کو بلاؤں گی

1□77

ابھی تو شمر کے قبضے میں ہے کچھ کہہ نہیں سکتی
اگر واپس ملی چادر ترا لاشہ چھپاؤں گی

نہیں سر پہ ردا میرے بتا دو اے علی اکبرؑ
اذاں ہو گی جو رستے میں تو سر کیسے چھپاؤں گی

اگر ملنے کو بابا تم چلے آئے اسیری میں
لہو بہتا ہوا کانوں سے میں تم کو دکھاؤں گی

یہ ممکن تو نہیں لیکن اگر پانی کوئی دے گا
چچا کی یاد آئے گی میں پانی پی نہ پاؤں گی

قیامت تک ترے غم میں وہ گلیاں خون روئیں گی
میں راہِ شام میں بابا ترا غم یوں مناؤں گی

بہت کمزور و لاغر ہوں ہے سِن بس چار برسوں کا
طمانچوں سے میں خود کو شمر کے کیسے بچاؤں گی

طمانچے اِس طرح سے شمر نے مارے ہیں کہ اشہرؔ
مجھے لگتا ہے رخساروں کے بَل اب سو نہ پاؤں گی